(۳۷)

(فرمودہ ۱۸۔اگست ۱۹۴۷ء بمقام مسجد اقصیٰ۔ قادیان)

جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اور جب سے اللہ تعالیٰ کے رسول دنیا میں آنے شروع ہوئے ہیں یہ الٰہی سنت چلی آتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے لگائے ہوئے درخت ہمیشہ آندھیوں اور طوفانوں کے اندر ہی ترقی کیا کرتے ہیں[1] اور اللہ تعالیٰ کی جماعت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ ان آندھیوں اور طوفانوں کو صبر سے برداشت کرے اور کبھی ہمت نہ ہارے۔[2] جس کام کے لئے الٰہی جماعت کھڑی ہوتی ہے وہ کام خدا تعالیٰ کا ہوتا ہے بندوں کا نہیں ہوتا پس وہ آندھیاں اور طوفان جو بظاہر اس کام پر چلتے نظر آتے ہیں در حقیقت وہ بندوں پر چل رہے ہوتے ہیں اس کام پر نہیں چل رہے ہوتے اور یہ محض نظر کا دھوکا ہوتا ہے جیسے تم نے ریل کے سفر میں دیکھا ہوگا کہ چل تو ریل رہی ہوتی ہے مگر تمہیں نظر یہ آتا ہے کہ درخت چل رہے ہیں اسی طرح جب آندھیاں اور طوفان الٰہی سلسلوں پر آتے ہیں تو جماعتیں یہ خیال کرتی ہیں کہ یہ آندھیاں اور طوفان ہم پر نہیں بلکہ سلسلہ پر چل رہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ سلسلہ پر نہیں آ رہے ہوتے بلکہ افراد پر آ رہے ہوتے ہیں۔ ان افراد پر جو اس سلسلہ پر ایمان لانے والے ہوتے ہیں ان آندھیوں اور طوفان کو بھیج کر اللہ تعالیٰ مومنوں کے ایمانوں کا امتحان لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے کلام اور خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تعلیم کا امتحان لینے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ امتحان تو انسانوں کا لیا جاتا ہے۔ پس یہ آندھیاں اور یہ طوفان انسانوں پر آتے ہیں مگر انسان کم عقلی سے یہ سمجھتا ہے کہ یہ کسی اور پر آ رہے ہیں اور وہ طوفان جو اس کو ہلا رہے ہوتے ہیں ان کے متعلق وہ یہ خیال کرتا ہے کہ یہ خدائی سلسلہ کو ہلا رہے ہیں۔ اس وقت ایسے انسان کی مثال بالکل اس عورت کی ہوتی ہے جو قادیان کی رہنے والی تھی اور تھی بھی نیک مگر اس کے دماغ میں کچھ نقص تھا اور یہ اس کی خاندانی بیماری تھی۔ وہ نہایت شریف اور باحیا عورت تھی مگر جنون کی حالت میں وہ باہر پھرا کرتی تھی۔ ایک دن وہ ہماری نانی صاحبہ مرحومہ[3] کے پاس بیٹھی تھی اس دن اس کا دماغ کچھ اچھا تھا اور دورہ زور پر نہ تھا۔ ایک دو

عورتیں بھی وہاں بیٹھی تھیں اتنے میں زلزلہ آیا۔ ہماری نانی صاحبہ مرحومہ نے کہا زلزلہ آیا ہے۔ یہ سن کر اس عورت نے اپنا ہاتھ نانی صاحبہ مرحومہ پر رکھا اور کہنے لگی۔ بی بی گھبراؤ نہیں زلزلہ نہیں آیا بلکہ میرا سر چکرا رہا ہے۔ ایسی ہی حالت اس انسان کی بھی ہوتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس عورت نے تو کہا تھا کہ میرا سر چکرا رہا ہے مگر اس ابتلاء کے وقت لوگ سمجھتے ہیں سلسلہ کا سر چکرا رہا ہے۔ پس ہماری جماعت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ پودا جو خدا تعالیٰ نے لگایا ہے وہ بڑھے گا' پھلے گا اور پھولے گا ہے اور اس کو کوئی آندھی تباہ نہیں کر سکتی۔ ہاں ہماری غفلتوں یا ہماری سستیوں یا ہماری لغزشوں کی وجہ سے اگر کوئی ٹھوکر آجائے تو وہ ہمارے لئے ہوگی سلسلہ کے لئے نہیں ہوگی۔ جب ہم اپنے توازن کو درست کرلیں گے اور اپنے ایمانوں کو مضبوط کرلیں گے تو وہ حوادث خود بخود دور ہوتے چلے جائیں گے بلکہ وہ حوادث ہمارے لئے رحمت اور برکت کا موجب بن جائیں گے۔ رسول کریم ﷺ نے جب مکہ سے ہجرت کی تو لوگوں نے سمجھا کہ ہم نے ان کے کام کا خاتمہ کر دیا ہے اور یہ حادثہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کے لئے زبردست حادثہ ہے لیکن جس کو لوگ حادثہ سمجھتے تھے کیا وہ حادثہ ثابت ہوا یا برکت۔ دنیا جانتی ہے کہ وہ حادثہ ثابت نہ ہوا بلکہ وہ الٰہی برکت بن گیا اور اسلام کی ترقیات کی بنیاد اس پر پڑی۔ پس ہماری جماعت کو اپنے ایمانوں کی فکر کرنی چاہئے اگر تم اپنے ایمانوں کو بڑھا لو گے اور اپنے ایمانوں کو مضبوط کرلو گے تو تمہارے لئے سال میں صرف دو عیدیں ہی نہیں آئیں گے بلکہ ہر نیا دن تمہارے لئے عید ہوگا اور ہر نئی رات تمہارے لئے نیا چاند لے کر آئے گی۔ تم خدا تعالیٰ کی برگزیدہ جماعت ہو اور خدا تعالیٰ اپنی برگزیدہ جماعت کو اٹھانے اور بڑھانے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے اگر کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو ہماری طرف سے ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بچہ جب تک نہ روئے ماں اُسے دودھ نہیں پلاتی لیکن ماں کی چھاتیاں ہر وقت بچے کو دودھ دینے کے لئے تیار رہتی ہیں جونہی بچہ روتا ہے ماں اسے اٹھا کر اپنی چھاتی سے چمٹا لیتی اور اسے دودھ پلانے لگتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے حضور ہر وقت دعاؤں میں لگے رہو اور اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرو۔ ابھی تمہارے زخم تازہ ہیں اس لئے میں ان زخموں کو چھیڑنا نہیں چاہتا ورنہ میں تمہیں بتاتا کہ جو حادثات ہوئے ہیں ھ ان میں تمہاری اپنی بھی بہت سی ذمہ داری ہے مگر چونکہ میں تمہارے زخموں کو چھیڑنا اس وقت پسندیدہ نہیں سمجھتا اس لئے چشم پوشی سے کام لیتا ہوں لیکن میں تمہیں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ تمہیں

مغموم ہونے اور مایوسی کی کوئی ضرورت نہیں۔ آج کا دن عید کا دن ہے اور عید کا دن بہرحال کثرت سے خوشی اپنے ساتھ لاتا ہے۔ اگر کسی کے گھر میں کوئی حادثہ ہو گیا ہو یا اسے کوئی رنج پہنچا ہو تو اور بات ہے ورنہ عام طور پر یہ دن اپنے ساتھ بے شمار خوشیاں لاتا ہے۔ اسی طرح اگر تم خود اپنے دلوں کو زخمی کر لو تو اور بات ہے ورنہ مأمور کا زمانہ خوشیاں ہی لانے والا ہوتا ہے اور وہ بہرحال اوپر کی طرف جاتا ہے نیچے کی طرف نہیں جاتا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ قابض بھی ہے اور باسط بھی ہے۔ جیسے جہاز کبھی اوپر کو جاتا ہے اور کبھی نیچے کو۔ جن لوگوں نے کبھی جہاز کے ذریعہ سمندر کا سفر کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ کبھی تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ جہاز نیچے کو جا رہا ہے اور کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ جہاز اوپر کو جا رہا ہے حالانکہ جہاز سیدھا آگے کو بڑھ رہا ہوتا ہے۔ مگر سفر کرنے والوں کا احساس یہی ہوتا ہے کہ جہاز کبھی نیچے کو جاتا ہے اور کبھی اوپر کو جاتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ جہاز آگے کو چلتا ہے نہ کہ اوپر یا نیچے کو اور جہاز کا اوپر یا نیچے ہونا اس کا اپنا اوپر یا نیچے ہونا نہیں ہوتا بلکہ سمندر کی لہروں کی بلندی یا پستی ہوتی ہے۔ اسی طرح انبیاء کی جماعتیں آندھیوں اور طوفانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے آگے کو چل رہی ہوتی ہیں اور وہ تمام رکاوٹوں سے محفوظ رہ کر آگے بڑھ جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا جہاز سلامتی کے ساتھ اس منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے جہاں وہ ان تمام وعدوں کو پورا ہوتے دیکھ لیتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ساتھ کئے تھے۔ پس منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے ایک ہی چیز کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے اندر نیک اور پاک تبدیلی پیدا کر لو۔ نبیوں کی جماعتوں کے اندر عجز اور انکسار ہونا چاہئے تکبر اور غرور نہیں ہونا چاہئے۔ ان کے اندر کبھی یہ احساس نہیں پایا جانا چاہئے کہ ہم فلاں کام کو اپنی طاقت کے ساتھ یوں کر دیں گے اگر وہ فی الحقیقت زور سے ایسا کر لیں تو خدا تعالیٰ اور اس کے انبیاء کی معجز نمائی کیا رہ گئی۔ تم ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کی یہی دلیل دیا کرتے ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو کچھ ہوا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت کبھی نہیں کر سکتی تھی۔ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سچائی کی دلیل یہی دیا کرتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو کچھ ہوا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جماعت نہیں کر سکتی تھی۔ اسی طرح تم رسول کریم کے منجانب اللہ ہونے کی یہی دلیل دیا کرتے ہو کہ آپؐ نے جو کچھ کیا وہ آپؐ کی جماعت نہیں کر سکتی تھی لیکن تم اپنے متعلق سوچتے وقت کہہ دیتے ہو ہم یوں کریں گے اور یوں کریں گے۔ بے شک تم ساتھ یہ بھی

کہتے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل کا اقرار تم صرف منہ سے کرتے ہو۔ منہ سے تو ہر شخص کہہ دیتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے مگر بات یہ ہے کہ جُزئیات کے متعلق تمہارے اندر یہ احساس پیدا ہوا کرتا ہے کہ ہم یوں کر دیں گے حالانکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جماعت کی ترقی خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں نہیں بلکہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اس طرح تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو باطل کرنا چاہتے ہو اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ **نَعُوْذُ بِاللّٰہِ** آپ کو خدا تعالیٰ نے کھڑا نہیں کیا تھا۔ مگر انہیں کیا تھا۔ اگر تمہاری بات کو درست تسلیم کر لیا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو **نَعُوْذُ بِاللّٰہِ** جھوٹا قرار دینا پڑتا ہے۔ اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے راستباز نبی تھے اور یقیناً تھے تو تمہاری بات غلط ثابت ہوتی ہے۔ پس تم اپنے آپ کو ایسے مقام پر کیوں کھڑا کرتے ہو جہاں تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ٹکراؤ۔ جب تک تمہارے اندر یہ یقین اور وثوق پیدا نہیں ہو جاتا کہ جو کچھ کرتا ہے خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے کاموں کو سرانجام دینا تمہاری طاقت سے بالا ہے اور ہے بھی فی الواقعہ اسی طرح' اس وقت تک تم خدا تعالیٰ کی شان اور اس کی برتری کا اقرار نہیں کرتے اور اس کی قدرت کو تسلیم نہیں کرتے اور جب تم خدا تعالیٰ کی شان اور اس کی قدرت کا سچے دل سے اقرار نہیں کرتے تو خدا تعالیٰ تمہاری مدد کس طرح کر سکتا ہے۔ تم اپنے متعلق صرف یہ سمجھو کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں قربانی کا بکرا بنایا ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ عید اِن بکروں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ عید بالکل الگ چیز ہے اور بکرے الگ چیز ہیں۔ پس تم اپنے دلوں کے اندر یہ یقین رکھو کہ تم صرف قربانی کے بکرے ہو اور جو کچھ ہے وہ تمہارا خدا ہی ہے تم کچھ بھی نہیں۔ جس دن تم اس انکسار کے مقام پر کھڑے ہو جاؤ گے اور جس دن تم اعتراف نصرتِ باری کا مقام حاصل کر لو گے تو گو نصرتِ الٰہی اب بھی تمہارے شامل حال ہے مگر اس وقت جو خدا تعالیٰ کی نصرت تمہارے لئے آئے گی وہ اس سے کہیں بالا ہوگی۔ پس تم اپنے آپ کو الٰہی قدرتوں کا آلہ بنا لو اس وقت ہزاروں اور لاکھوں انسان دنیا میں ایسے ہیں جو چوہڑوں اور چماروں کا کام کرتے ہیں' ہیں تو وہ بھی انسان ہی لیکن ذرا بازاروں میں ڈھونڈورا تو دو کہ فلاں چوہڑا ایل محلہ سے آیا ہے یا فلاں چوہڑا بسراواں ۸ سے آیا ہے۔ تو کیا لوگ اس کو دیکھنے لگ جائیں گے۔ یا شہر میں کوئی حرکت ان کی آمد سے پیدا ہوگی۔ اگر کوئی حرکت شہر میں پیدا ہوگی تو وہ یہ ہوگی کہ لوگ کہیں گے کہ ڈھنڈورا پیٹنے

والے کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ لیکن اگر شہر میں یہ منادی کی جائے کہ نپولین ؔ کی جوتی لاہور شہر میں لائی گئی ہے تو لوگ جوق در جوق لاہور کی طرف نپولین کی جوتی دیکھنے کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ اب دیکھو وہ ایک جوتی ہوگی اور اس مُردہ بکری کا چمڑا انسان کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے جس سے وہ جوتی بنی ہوگی۔ اگر وہ چوہڑا علم حاصل کرتا اور ترقیات کے میدان میں دوڑ لگاتا تو ممکن تھا کہ وہ جرنیل بن جاتا یا بادشاہ بن جاتا لیکن اس کے آنے سے تو شہر میں کوئی حرکت پیدا نہ ہوگی اور نپولین کی جوتی کی خبر سن کر سارے شہر میں اس کے دیکھنے کے لئے شوق پیدا ہو جائے گا۔ عام طور پر پرانے قالین دو دو چار روپے کو بکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی قالین کسی سابق بادشاہ یا ملکہ کا ہو تو لوگ اسے پچاس پچاس ہزار روپے میں بھی فروخت کر لیتے ہیں بلکہ بعض شوقین تو ایسی چیزوں کو پچاس پچاس لاکھ روپیہ میں بھی خریدنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ انگریزی کے شاعر شیکسپیئر ؔ کی کتابیں جن کو اس نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا آج چالیس چالیس پچاس پچاس ہزار روپیہ میں فرخت ہوئی ہیں۔ بلکہ بعض ہستیاں تو ایسی ہیں کہ جن کے کسی چیز کو چُھونے سے ہی حقیر چیزیں اعلیٰ ہو جاتی ہیں۔ پس تم یہ مت خیال کرو کہ تم نے کوئی کام کر دیا تو تم بڑے ہو جاؤ گے بلکہ یہ سمجھو کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے ہمارا خدا ہی ہمارے سب کام کرتا ہے۔ یقیناً یہ بڑائی کہ تم اپنے کام کا ذکر کر کے اپنے آپ کو بڑا ثابت کرنے کی کوشش کرو اتنی نہیں جتنی یہ بڑائی ہے کہ تم خدا تعالیٰ کی تلوار بن جاؤ۔ ہتھیار بے شک ایک بے جان چیز ہے مگر یہ نہ سمجھو کہ ہتھیار بن کر تم بے جان ہو کر گر جاؤ گے۔ اگر ایک بادشاہ کی جوتی یا کسی بادشاہ کا قلم یا شیکسپیئر کی کتابیں کچھ حیثیت رکھتی ہیں تو تم سمجھ لو کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا ہتھیار بن جائے ' اس کی کیا حیثیت ہوگی۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر اور بڑائی کا خیال چھوڑ دو اور اپنے نفسوں پر ایک موت وارد کر لو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا ہتھیار بنا لے۔ یاد رکھو جب تک تمہارے نفسوں میں تکبر اور نخوت اور خودنمائی کی ذرہ بھی رمق باقی ہے اس وقت تک تمہارے نفس کسی کام کے نہیں ہیں۔

اب میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اپنے فضل کی بارش نازل فرمائے اور ہمارے لئے ساری عیدیں حقیقی معنوں میں عیدیں بن جائیں اور ہر عید ہمارے اندر عاجزی اور فروتنی کی روح پیدا کرنے والی ہو نہ کہ تکبر اور غرور پیدا کرنے والی۔ ہم جو بھی کام کریں اس کے متعلق یہ یقین رکھیں کہ یہ خدا تعالیٰ نے کیا ہے ہم تو اس

کی عاجز اور کمزور مخلوق ہیں۔

(الفضل ۲۵۔ اگست ۱۹۴۷ء)

---

۱ ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۸۵۔ ۱۸۶ حاشیہ

۲ ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۱۹۵

۳ حضرت سیدہ سید بیگم زوجہ حضرت میر ناصر نواب صاحب۔ ۱۹۳۲ء میں ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۴ روحانی خزائن (تذکرۃ الشہادتین) جلد ۲۰ صفحہ ۶۷

۵ تقسیم برصغیر ۱۹۴۷ء کے پُر آشوب دور کا ذکر ہے خدائی نوشتوں کے ماتحت جماعت احمدیہ کو اپنا دائمی مرکز عارضی طور پر چھوڑنا پڑا۔ یہ عید ۱۸۔ اگست کو ہوئی اور چند ہی دن بعد قادیان سے احمدی عورتوں اور بچوں پر مشتمل پہلا قافلہ لاہور کے لئے روانہ ہوا۔

۶ البقرۃ: ۲۴۶

۷ لیل قادیان سے جنوب کی طرف قریباً دو میل پر واقع ہے۔

۸ بسراواں قادیان کے جنوب میں مشرق میں تقریباً تین میل دور ہے۔

۹ ۱۷۶۹ء۔ ۱۸۲۱ء حکومت ۱۷۹۵ء

۱۰ ۱۵۶۴ء۔ ۱۶۱۶ء